قانون وقضا

محمد اسماعیل قریشی، ایڈووکیٹ

قانونِ توہین رسالتؐ میں ترمیم کے مضمرات

مملکتِ خداداد پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے ۲۱/مئی ۲۰۰۰ء میں اعلان کیا تھا کہ توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال ہورہا ہے، اس لئے اس کے ضابطہ کار (Procedural Law) کو تبدیل کرنا چاہیے۔ راقم نے اس تجویز سے اختلاف کرتے ہوئے اس پر گہری تشویش کا اظہار کیا تھا کہ موجودہ طریق کار میں تبدیلی توہین رسالتؐ کے قانون کو غیر مؤثر بنانے کی ناروا کوشش ہے۔ شروع ہی سے اس کے پس پردہ امریکہ اور یورپ کی متعصب عیسائی ذہنیت کارفرما رہی ہے اور ایسی کوشش قومی اشتعال انگیزی کا باعث ہوگی۔ چنانچہ یہی ہوا کہ پاکستان کی دینی اور سیاسی جماعتوں نے اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے خلاف ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے شروع کردیے۔

اس دوران جنرل موصوف بیرون ملک دوروں پر تھے، وہاں اُنہیں اس بگڑتی ہوئی صورتِ حال سے آگاہ کیا گیا، اس لئے انہوں نے اشک آباد سے واپسی پر ایئرپورٹ ہی سے قوم سے خطاب کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ حکومت کے چند اہل کاروں کی طرف سے صرف ایک تجویز تھی جو نادانستہ طور پر پیش ہوگئی۔ قوم اگر اسے ناپسند کرتی ہے تو ہم اس قانونِ رسالت میں یا اس کے طریق کار میں کسی قسم کی تبدیلی کیسے کرسکتے ہیں؟ چنانچہ یہ تجویز فوری طور پر واپس لے لی گئی۔

امریکہ اور یورپ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جنرل مشرف نے یہ بات مصلحتاً کہہ دی ہے، اسے بھی وہ برداشت نہ کرسکے۔ امریکہ کی نیوکون (نئی قدامت پرست عیسائی) گورنمنٹ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیموکریسی اور ہیومن رائٹس بیورو کے حوالے سے سال ۲۰۰۳ء میں جوانٹرنیشنل رپورٹ تیار کی، سال ۲۰۰۴ء میں پوری طرح منظر عام پر آئی ہے۔ اس میں

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے قانونِ توہین رسالت کا سختی سے محاسبہ کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے مذہبی آزادی اور حقوقِ انسانی سلب ہورہے ہیں۔ ان کی زندگی، جان اور مال پاکستان میں غیر محفوظ ہیں۔ اگرچہ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس قانون کے سال ۱۹۹۱ء سے نافذ ہونے کے بعد سے اب تک ہائی کورٹ، فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ سے کسی شخص کو سزائے موت نہیں دی گئی اور نہ کوئی سزا یاب ہوا ہے۔ لیکن اس قانون کے تحت ملک بھر میں ۶۷ مقدمات زیر سماعت ہیں۔ یہ صورتِ حال بھی رپورٹ میں تشویش ناک بتلائی گئی ہے۔

مشرف حکومت کو ہمہ مقتدر صدر امریکہ جارج ڈبلیو بش کی دستِ راست مس کنڈو لیزا رائس نے پہلے ہی وارننگ دی ہوئی ہے کہ اگر پاکستان نے امریکن گورنمنٹ کے خلافِ مرضی کوئی کام کیا تو امریکی ضرب المثل کے مطابق گاجر کی تواضع ختم ہوگی، پھر چھڑی (Stick) سے اسے راہِ راست پر لایا جائے گا۔ چونکہ صدر مشرف امن پسند اور صلح جو جنرل ہیں، اس لئے انہوں نے امریکہ کی اس رپورٹ یا انتباہ پر نہایت پھرتی سے یوٹرن لیا اور توہین رسالت کے قانون کے اپنے پہلے بیان کے خلاف اُلٹی زقند لگائی۔ ایسی زقند وہ پہلے بھی کنڈولیزا رائس کے پیش رو کولن پاول کی ایک کال پر لگا چکے ہیں۔ اس مرتبہ کے یوٹرن پر مئی ۲۰۰۴ء میں جنرل صاحب نے ضابطہ کار سے بھی آگے بڑھ کر قانونِ توہین رسالت پرنظر ثانی کا اعلان داغ دیا۔ اس پر مسلمان عوام، ان کے قائدین اور دینی رہنما حکومت کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے۔ دوسری طرف وزیروں اور مشیروں کی فوج ظفر موج بھی میدان میں اُتر گئی۔ سیکولر دستے تو پہلے ہی سے ان کی مدد کے لئے موجود تھے مگر مصلحتِ وقت کے تقاضوں کے پیش نظر یہ تجویز سامنے لائی گئی کہ تمام اسلامی قوانین پرنظر ثانی کی بجائے قانونِ قصاص و دیت کی دفعہ ۲۹۹ میں ترمیم کی جائے۔ ترمیم کا یہ پرائیویٹ بل قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ پہلے اس میں قانونِ توہین رسالت کی ترمیم شامل نہ تھی۔

یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ پاکستان کے ایک غیر سرکاری ٹی وی چینل نے ۱۳؍مئی ۲۰۰۴ء کے ایک معروضی پروگرام میں 'توہین رسالت میں ترمیم' کے اہم موضوع پر راقم

کو اظہارِ خیال کی دعوت دی۔ اس مذاکرے میں راقم کے ساتھ وزیر مذہبی اُمور جناب اعجاز الحق، رکن قومی اسمبلی (پی پی پی) مسز فوزیہ وہاب اور مسٹر محبوب صدا ڈائریکٹر کرسچین سٹڈیز شریکِ گفتگو تھے۔ اس میں یہ امور زیر بحث آئے:

کیا توہین رسالت کے قانون میں طریق کار کی تبدیلی سے اس قانون کا غلط استعمال رک جائے گا؟ کیا سزائے موت کا خاتمہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کی خلاف ورزی ہوگا؟ اور کیا حکومت امریکہ کے دباؤ پر قانونِ توہین رسالت تبدیل کرنا چاہتی ہے؟

مسز فوزیہ وہاب ایم این اے اور کرسچین لیڈر کی رائے میں توہین رسالت کے قانون کو ختم کیا جانا چاہئے۔ پاکستان کی باختیار پارلیمنٹ کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ مسز فوزیہ وہاب نے متبادل تجویز بھی پیش کی جس کے مطابق اس جرم کی سزا زیادہ سے زیادہ سزا سات سال ہونا چاہئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ تنسیخ یا ترمیم کے مطالبہ کا کیا جواز ہے؟ فرمایا: قرآن عفو اور درگزر کا حکم دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایذا دینے والے اور ان کی توہین کرنے والوں کو معاف کردیا تھا۔ مزید دریافت پر کہ کیا وہ قرآن کی رو سے یا مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد کا کوئی ایسا واقعہ بتلاسکتی ہیں جب گستاخِ رسول ﷺ مجرم کو معاف کیا گیا ہے۔ اس پر اُنہوں نے کہا کہ اس بارے میں ان کا مطالعہ اتنا وسیع نہیں کہ اس وقت اس کا جواب دے سکیں۔

کرسچین کمیونٹی کے نمائندہ لیڈر مسٹر محبوب صدا کی توجہ اس طرف دلائی گئی کہ بائبل میں پیغمبروں کی توہین کی سزا موت ہے۔ خود امریکہ اور برطانیہ میں جو سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں وہاں بھی سزائے موت موقوف ہونے کے بعد توہین مسیحؑ کی سزا عمر قید کردی گئی ہے۔ اس پر موصوف نے جواب دیا کہ بائبل کی سزا یا اس کا قانون دنیا میں کہیں لاگو نہیں۔ ہمارا امریکہ اور یورپ سے کوئی تعلق نہیں، ہم یہاں پاکستان کی بات کررہے ہیں کہ اس قانون کے غلط استعمال سے یہاں کی اقلیتیں خوف زدہ اور غیر محفوظ ہیں۔ مگر انہوں نے بھی یہ تسلیم کیا کہ پاکستان میں ابھی تک کسی کو توہین رسالتؐ کے تحت سزا نہیں دی گئی۔

www.KitaboSunnat.com

وزیر مذہبی اُمور جناب اعجاز الحق نے برملا اعتراف کیا کہ پارلیمنٹ کو توہین رسالت کی سزا میں کمی یا تنسیخ کا کوئی اختیار حاصل نہیں اور نہ ہی حکومت کا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ لیکن چونکہ اس قانون کا غلط استعمال ہورہا ہے، اس لئے حکومت چاہتی ہے کہ اصل قانون میں کسی تبدیلی کے بغیر صرف طریق کار یعنی 'پروسیجر' میں تبدیلی کی جائے۔ کیسی تبدیلی؟ کے جواب میں انہوں نے بتلایا کہ اگر کسی نے توہین رسالتؐ کے قانون کا غلط استعمال کیا یا غلط مقدمہ درج کرایا تو اسے سزاے موت دی جائے۔

اس پر میں نے ہارون الرشید کے دور کا مشہور واقعہ سنایا کہ متنبیّ اس کے دربار کا بہت بڑا قصیدہ گو شاعر تھا۔ مگر تھا بلا نوش رند بھی۔ اس کے دورِ حکومت میں ایک محتسب اعلیٰ (Ombudsman) کا تقرر ہوا جو نشہ کی حالت میں پکڑے جانے والے شخص کو موقع پر ہی سزا دیا کرتا تھا۔ اس پر متنبیّ نے خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ ان حالات میں وہ دربار میں حاضر ہونے سے قاصر ہے۔ ہارون الرشید کے لئے مشکل یہ آن پڑی کہ شراب نوشی کی سزاے حد کو معطل کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ دوسری طرف اس کا درباری قصیدہ گو ایسے سخت گر محتسب کی موجودگی میں اس تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔

بادشاہ کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے اس کے وزیرانِ باتدبیر نے اسے مشورہ دیا کہ اگر قانون کے طریق کار میں تبدیلی کی جائے تو یہ پیچیدہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے وہ اس طرح کہ شراب نوشی کی ۸۰ کوڑوں والی سزا بہرصورت برقرار رہے گی لیکن طریق کار میں ترمیم کرکے شرابی کے خلاف رپورٹ کرنے والے کو ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں، مگر اس زمانہ کے لوگ معلوم ہوتا ہے کچھ انتہا پسند تھے جو اس ترمیم کے خلاف بھی اُٹھ کھڑے ہوئے جس پر حکمرانِ وقت کو یہ ترمیم واپس لینا پڑی۔

اس مذاکرے میں فیصلہ کن مرحلہ اس وقت پیش آیا جب وزیر مذہبی اُمور سے پوچھا گیا کہ اگر بدنام زمانہ رشدی ان کے سامنے آجائے تو وہ کیا کریں گے؟ تو انہوں نے وہی جواب دیا جو مسلمانوں کی قومی نفسیات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ ان کے لاشعور میں دبی ہوئی

www.KitaboSunnat.com

خواہش تھی جو 'شیطانی آیات' کے مصنف کا نام سنتے ہی بے اختیار ان کی زبان پر آ گئی۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ کیا توہین رسالت کے قانون کے طریق کار میں ترمیم سے اس قانون کا غلط استعمال رُک جائے گا؟

موجودہ طریق کار میں ترمیم سے پہلے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۶ کی رو سے پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو دوسرے قابل دست اندازی پولیس جرائم کی طرح توہین رسالتؐ کے جرم کی اطلاع پر ملزم کو گرفتار کر کے تفتیش کی کارروائی شروع ہوجاتی۔ اس طریقہ کار سے ملزم پولیس کی حراست میں آ جانے سے قاتلانہ حملہ یا وارداتِ قتل سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ علاقہ یا ملک سے فرار ہونے کے راستے بند ہوجاتے۔ دفعہ ۱۵۶/اے کے ضابطہ فوجداری میں اضافی ترمیم کے ذریعہ توہین رسالت کے جرم ۲۹۵/سی تعزیرات کی تفتیش کا اختیار صرف اعلیٰ پولیس آفیسر (ایس پی) کو دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایس پی صاحبان کو اپنے ہیڈ کوارٹر آفس سے علیحدہ کر کے ملک بھر کے شہروں اور دیہاتوں کے تھانوں کے اندر لاکر تو بٹھایا نہیں جاسکتا۔ جبکہ مدعی اپنے قریبی تھانے میں براہِ راست شکایت پیش کرسکتا ہے۔ ویسے بھی ایس پی حضرات صدر، گورنر، وزیروں، مشیروں اور افسرانِ سرکار کے جان و مال کے تحفظ کے لئے شب و روز مصروفِ کار ہوتے ہیں۔ ایسے ہمہ گیر مصروفِ اعلیٰ پولیس افسروں کو توہین رسالتؐ کے ملزموں کے خلاف رپورٹ کی انکوائری کی فرصت کب ہوگی۔ توہین رسالت کا مدعی جس کے دل میں رسول کریم ﷺ کی عزت اپنی جان و مال اور ہر شے سے بڑھ کر ہوتی ہے، ایس پی صاحبان کی تلاش کی تگ و دو کے بعد ان کے دفتروں کے چکر لگاتے پھرنے کے لئے صبر ایوبؑ کہاں سے لائے گا۔ تاریخ کے واقعات کا تسلسل بتلاتا ہے کہ اگر توہین رسالت کا قانون موجود نہ ہو یا اسے غیر مؤثر کردیا گیا ہو تو پھر جس مسلمان کے سامنے اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب ہوگا، وہ طریق کار کے طویل، صبر آزما چکروں کو چھوڑ کر قانون کو اپنے ہاتھ میں لے گا اور مجرم کو موقع واردات پر ہی سزا دے گا جس سے قانون کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا۔

قانونِ توہین رسالتؐ ہونے کے باوجود ایسے سرفروش لوگوں کی کمی نہیں جو گستاخِ رسولؐ

کو موقع پاتے ہی جان سے مار دیتے ہیں۔ ہمارے ہی ایک مقدمہ کے قیدی یوسف کذاب جسے عدالت سیشن نے سزائے موت دی تھی کو جیل کے اندر ایک قیدی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا اور خود اقرارِ جرم کرلیا۔ چند ماہ قبل لبنان کی ایک گلوکارہ کو جس نے حضور ﷺ کی شان میں توہین آمیز گانے گائے، اس کے شوہر نے اس کا گلا کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ ملکی اور عالمی حالات کے تناظر میں قانونِ توہین رسالتؐ کو ضابطہ کار میں ترمیم کے ذریعہ غیر مؤثر کرنے کی کوشش ملک وقوم کے لئے انتہائی خطرناک ہوگی۔

غلط مقدمات کے سدباب کے لئے مؤثر قانونِ تعزیرات موجود ہے۔ قانونِ تعزیرات کی دفعہ ۱۹۴ کی رو سے اگر کوئی شخص کسی بے گناہ کو سزائے عمر قید یا سزائے قتل دلانے کے ارادے سے غلط بیانی کرے یا جھوٹی شہادت دے تو اس کو عمر قید کی سزا مقرر ہے۔ اور اگر کسی شخص پر سزائے موت لاگو ہو جائے اور بعد میں ثابت ہو کہ اس کی وجہ جھوٹی شہادت تھی تو ایسے جھوٹے گواہ یا گواہوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ اگر قانونِ توہین رسالت کا غلط استعمال ہوتا ہے تو معلوم نہیں کیوں گورنمنٹ یہاں اس تعزیراتی قانون پر عمل درآمد سے گریزاں ہے۔ عدالت بھی از خود نوٹس لے کر ایسے افراد کو قرارِ واقعی سزا دے سکتی ہے جو توہین رسالتؐ کے نام پر جھوٹے مقدمات میں لوگوں کو ملوث کرتے ہیں۔

جب یہ تعزیری قانون پہلے ہی سے ملک میں موجود ہے تو پھر صرف قانونِ توہین رسالتؐ کے طریق کار میں ترمیم کا کیا جواز ہے؟ دوسرے سنگین جرائم کا بھی ملک میں جھوٹے مقدمات کے ذریعہ غلط استعمال ہو رہا ہے۔ ان کے طریق کار میں کوئی ترمیم کیوں نہیں؟ صرف توہین رسالت کے جرم کے طریق کار میں یہ ترمیم کیوں مسلط کردی گئی ہے۔ پاکستان کے مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ساری کارروائی امریکہ اور یورپ کے دباؤ کا نتیجہ ہے!!

دائمی کیلنڈر 'دائمی اوقاتِ نمازِ' از مولانا محمد محدث گوندلویؒ و مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
پانچ رنگوں میں پرنٹنگ، بہترین کاغذ وطباعت؛ ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
پتہ : دفتر اہل حدیث ٹرسٹ، ملحق جامع مسجد رحمانیہ، فاروق گنج، گوجرانوالہ 52250

www.KitaboSunnat.com